قُلْ اِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللّٰهِ ۚ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ ؕ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ (آل عمران 74)

روزنامہ

الفضل لندن

مدیر۔ابوسعید

Online Edition

ہفتہ 23 جنوری 2021ء | 09 جمادی الثانی 1442ہجری قمری | جلد:3 | شمارہ:20

فرمانِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم

وہ چیز جو جنت کے قریب اور آگ سے دور کر دے

ایک مرتبہ ایک آدمی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے آیا اور کہا یا رسول اللہؐ! مجھے وہ چیز بتایئے جو مجھے جنت کے قریب کر دے اور وہ چیز جو مجھے آگ سے دور کر دے۔ اس کے جواب میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ’’تم اللہ کی عبادت کرو، کسی کو اس کا شریک نہ بناؤ اور نماز قائم کرو اور زکوٰۃ دو اور صلہ رحمی کرو۔ اگر اس نے اس کو مضبوطی سے پکڑے رکھا تو جنت میں داخل ہو گا۔‘‘

(صحیح مسلم کتاب الایمان)

حضرت سلطان القلمؑ کے رشحات قلم

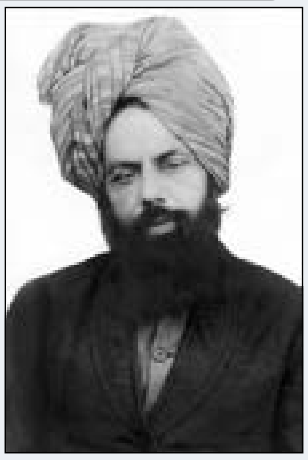

خدائے تعالیٰ کی ہستی پر ایمان

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ:

اب خلاصہ و ماحصل اس تقریر کا یہ ہے کہ کسی مذہب کے قبول کرنے سے غرض یہ ہے کہ وہ طریق اختیار کیا جائے جس سے خدائے غنی مطلق جو مخلوق اور مخلوق کی عبادت سے بکلی بے نیاز ہے راضی ہوجائے اور اس کے فیوض رحمت اترنے شروع ہوجائیں جن سے اندرونی آلائشیں دور ہوکر صحن سینہ یقین اور معرفت سے پر ہوجائے سو یہ تدبیر اپنی فکر سے پیدا کرنا انسان کا کام نہیں تھا۔ اس لئے اللہ جل شانہ نے اپنے وجود اور اپنے عجائبات قدرت خالقیت یعنے ارواح و اجسام و ملائک و دوزخ و بہشت و بعث وحشر و رسالت و دیگر تمام اسرار مبدء و معاد کو یکساں طور پر پردہ غیب میں رکھ کر اور کچھ کچھ قیاسی یا امکانی طور پر عقل کو اس کوچہ میں گزر بھی دے کر غرض کچھ دکھلا کر اور کچھ چھپا کر بندوں کو ان سب باتوں پر ایمان لانے کے لئے مامور کیا اور یہ سب کچھ اس لئے کیا کہ جب بندہ باوجود کش مکش مخالفانہ خیالات کے خدائے تعالیٰ کی ہستی پر ایمان لائے گا اور سب عجائبات اخروی و وجود دوزخ و بہشت و ملائک وغیرہ کو اس کی قدرت میں سمجھ کر دیکھنے سے پہلے ہی قبول کرلے گا تو یہ قبول کرنا اس کے حق میں صدق شمار کیا جائے گا کیونکہ ہنوز یہ چیزیں در پردہ غیب ہیں اور مرئی اور مشہود طور پر نمایاں اور ظاہر نہیں ہیں سو یہ صدق خدائے تعالیٰ کی توجہ رحمت کے لئے ایک موجب ہوجائے گا کیونکہ خدائے تعالیٰ بوجہ اپنی استغنا ذاتی کے انہیں لوگوں پر توجہ رحمت کرتا ہے جن کا صدق ظاہر ہوتا ہے۔‘‘

(سرمہ چشم آریہ روحانی خزائن جلد 2 صفحہ 81)

ارشاد باری تعالیٰ

قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ۔ اَللّٰهُ الصَّمَدُ۔ لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُوْلَدْ۔ وَلَمْ يَكُنْ لَّهٗ كُفُوًا اَحَدٌ۔

(الاخلاص: 2-5)

ترجمہ: تُو کہہ دے کہ وہ اللہ ایک ہی ہے۔ اللہ بے احتیاج ہے۔ نہ اُس نے کسی کو جنا اور نہ وہ جنا گیا۔ اور اُس کا کبھی کوئی ہمسر نہیں ہوا۔

فرمان خلیفہ وقت

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

اللہ تعالیٰ کی کیا حقیقت ہے، وہ خدا جو تمام کائناتوں کا مالک ہے جس کو اسلام نے پیش کیا ہے اس کی کیا حقیقت ہے؟ اس بارے میں ایک جگہ آپ فرماتے ہیں کہ ’’خدا آسمان و زمین کا نور ہے۔ یعنی ہر ایک نور جو بلندی اور پستی میں نظر آتا ہے۔ خواہ وہ ارواح میں ہے۔ خواہ اجسام میں اور خواہ ذاتی ہے اور خواہ عرضی اور خواہ ظاہری ہے اور خواہ باطنی اور خواہ ذہنی ہے خواہ خارجی۔‘‘ (یعنی ہر قسم کا نور اللہ تعالیٰ کی طرف سے آتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہی وہ نور ہے جو جسموں میں نظر آتا ہے۔ ذاتی خوبیاں ہیں ان میں نظر آتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے بعض خاص آدمیوں کو دی گئی خوبیاں ہیں وہ ان میں نظر آتی ہیں، ظاہری خوبیاں ہیں یا چھپی ہوئی خوبیاں ہیں، ذہنی خوبیاں ہیں یا خارجی ہیں۔ انسان کے باہر نظر آ رہی ہوتی ہیں۔ کسی چیز کی خوبصورتی جو نظر آ رہی ہوتی ہے وہ سب اللہ تعالیٰ کے نور کی وجہ سے ہیں۔ فرمایا:) ’’اسی کے فیض کا عطیّہ ہے۔ یہ اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ حضرت رب العالمین کا فیض عام ہر چیز پر محیط ہو رہا

بقیہ صفحہ 3 پر

اس شمارہ میں

- دل رفتہ جمال ہے اس ذوالجلال کا (منظوم)
- حاصل مطالعہ
- گناہوں کی کثرت معرفت الٰہیہ کی کمی ہے
- تبلیغ کا جنون اور ایمان افروز دلچسپ واقعات

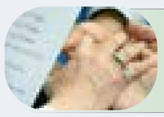

دربارِ خلافت

ہماری جماعت کے لئے بھی اسی قسم کی مشکلات ہیں جیسے آنحضرت ﷺ کے وقت مسلمانوں کو پیش آئے تھے۔ (حضرت مسیح موعودؑ)

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں۔ تیرہ برس کا زمانہ کم نہیں ہوتا اس عرصہ میں آپؐ نے (یعنی آنحضرت ﷺ نے) جس قدر دکھ اٹھائے ان کا بیان بھی آسان نہیں ہے۔ قوم کی طرف سے تکالیف اور ایذارسانی میں کوئی کسر باقی نہ چھوڑی جاتی تھی۔ اور ادھر اللہ تعالیٰ کی طرف سے صبر و استقلال کی ہدایت ہوتی اور بار بار حکم ہوتا تھا کہ جس طرح پہلے نبیوں نے صبر کیا ہے تو بھی صبر کر اور آنحضرت ﷺ کمال صبر کے ساتھ ان تکالیف کو برداشت کرتے تھے اور تبلیغ میں سست نہ ہوتے تھے۔ بلکہ قدم آگے ہی پڑتا تھا اور اصل یہ ہے کہ آنحضرت ﷺ کا صبر پہلے نبیوں جیسا نہ تھا کیونکہ وہ تو ایک محدود قوم کے لئے مبعوث ہو کر آئے تھے اس لئے ان کی تکالیف اور ایذارسانیاں بھی اسی حد تک محدود ہوتی تھیں لیکن اس کے مقابلے میں آنحضرتؐ کا صبر بہت ہی بڑا تھا کیونکہ سب سے اول تو اپنی ہی قوم آپ ﷺ کی مخالف ہوگئی اور ایذارسانی کے درپہ ہوئی اور عیسائی بھی دشمن ہو گئے۔

(ملفوظات جلد چہارم صفحہ ۵۳ الحکم ۲۴و۳۰ ستمبر ۱۹۰۴)

پھر حضرت مسیح موعود فرماتے ہیں کہ ’’ہماری جماعت کے لئے بھی اسی قسم کی مشکلات ہیں جیسے آنحضرت ﷺ کے وقت مسلمانوں کو پیش آئے تھے۔ چنانچہ نئی اور سب سے پہلی مصیبت تو یہی ہے کہ جب کوئی شخص اس جماعت میں داخل ہوتا ہے تو معاً دوست، رشتہ دار، اور برادری الگ ہو جاتی ہے۔ یہاں تک کہ بعض اوقات ماں باپ اور بہن بھائی مخالف ہو جاتے ہیں۔ السلام علیکم تک کے روادار نہیں رہتے اور جنازہ پڑھنا نہیں چاہتے۔ اس قسم کی بہت سی مشکلات پیش آتی ہیں۔ میں جانتا ہوں کہ بعض کمزور طبیعت کے آدمی بھی ہوتے ہیں اور ایسی مشکلات پر وہ گھبرا جاتے ہیں لیکن یاد رکھو کہ اس قسم کی مشکلات کا آنا ضروری ہے۔ تم انبیاء اور رسل سے زیادہ نہیں ہو، ان پر اس قسم کی مشکلات اور مصائب آئے اور یہ اسی لئے آتی ہیں کہ خدا تعالیٰ پر ایمان قوی ہو اور پاک تبدیلی کا موقع ملے۔ دعاؤں میں لگے رہو، پس یہ ضروری ہے کہ تم انبیاء اور رُسل کی پیروی کرو اور صبر کے طریق کو اختیار کرو، تمہارا کچھ بھی نقصان نہیں ہوتا۔ وہ دوست جو تمہیں قبول حق کی وجہ سے چھوڑتا ہے وہ سچا دوست نہیں ہے۔ ورنہ چاہئے تھا کہ

بقیہ صفحہ 5 پر

دل رفتہ جمال ہے اس ذوالجلال کا

دل رفتہ جمال ہے اس ذوالجلال کا
مستجمع جمیع صفات و کمال کا

ادراک کو ہے ذات مقدس میں دخل کیا
ادھر نہیں گزر گمان و خیال کا

حیرت سے عارفوں کو نہیں راہ معرفت
حال اور کچھ ہے یاں انھوں کے حال و قال کا

ہے قسمت زمین و فلک سے غرض نمود
جلوہ وگرنہ سب میں ہے اس کے جمال کا

مرنے کا بھی خیال رہے میرؔ اگر تجھے
ہے اشتیاق جان جہاں کے وصال کا

میر تقی میر

آج کی دعا

رَبَّنَا وَسِعۡتَ کُلَّ شَیۡءٍ رَّحۡمَۃً وَّ عِلۡمًا فَاغۡفِرۡ لِلَّذِیۡنَ تَابُوۡا وَ اتَّبَعُوۡا سَبِیۡلَکَ وَ قِہِمۡ عَذَابَ الۡجَحِیۡمِ ﴿۸﴾ رَبَّنَا وَ اَدۡخِلۡہُمۡ جَنّٰتِ عَدۡنِ ۣ الَّتِیۡ وَعَدۡتَّہُمۡ وَ مَنۡ صَلَحَ مِنۡ اٰبَآئِہِمۡ وَ اَزۡوَاجِہِمۡ وَ ذُرِّیّٰتِہِمۡ ؕ اِنَّکَ اَنۡتَ الۡعَزِیۡزُ الۡحَکِیۡمُ ۙ﴿۹﴾ وَ قِہِمُ السَّیِّاٰتِ ؕ وَ مَنۡ تَقِ السَّیِّاٰتِ یَوۡمَئِذٍ فَقَدۡ رَحِمۡتَہٗ ؕ وَ ذٰلِکَ ہُوَ الۡفَوۡزُ الۡعَظِیۡمُ ﴿۱۰﴾

(سورۃ المؤمن :8تا10)

ترجمہ: اے ہمارے ربّ! تُو ہر چیز پر رحمت اور علم کے ساتھ محیط ہے۔ پس وہ لوگ جنہوں نے توبہ کی اور تیری راہ کی پیروی کی ان کو بخش دے اور ان کو جہنّم کے عذاب سے بچا۔ اور اے ہمارے ربّ! انہیں اُن دائمی جنتوں میں داخل کر دے جن کا تُو نے ان سے وعدہ کر رکھا ہے اور انہیں بھی جو اُن کے باپ دادا اور ان کے ساتھیوں اور ان کی اولاد میں سے نیکی اختیار کرنے والے ہیں۔ یقیناً تُو ہی کامل غلبہ والا (اور) بہت حکمت والا ہے۔ اور انہیں بدیوں سے بچا۔ اور جسے تو نے اس دن بدیوں (کے نتائج) سے بچایا تو یقیناً تُو نے اس پر بہت رحم کیا اور یہی بہت بڑی کامیابی ہے۔

یہ قرآنِ مجید کی بخشش اور رحمت کی پیاری دعا ہے۔

ہمارے پیارے امام سیّدنا حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایّدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اپنے خطبہ جمعہ 15جون 2018 کو اس دعا کے پڑھنے کی تحریک فرمائی ہے۔

مرسلہ: مریم رحمٰن

اداریہ

حاصل مطالعہ

اسلامی اصطلاحات اور ان کا برمحل استعمال

جماعت احمدیہ برطانیہ کی طرف سے تمام طبقات کے لئے مطبوعہ نیشنل سلیبس کی اہمیت نیز اسے زیرنظر رکھنے کے متعلق ایک اداریہ میں اس سے قبل توجہ دلائی جا چکی ہے۔

اس سلیبس کے مزید گہرائی سے مطالعہ کے بعد مجھے ضروری محسوس ہوا ہے کہ میں اس کے باب بعنوان ’’Social Conduct‘‘ میں درج اسلامی اصطلاحات کے حوالے سے اپنے قارئین الفضل کو بطور یاددہانی بتاؤں کہ ان کے معانی کیا ہیں اور کب انہیں پڑھنا چاہیے۔

’’بِسۡمِ اللّٰہ‘‘۔ بمعنی اللہ کے نام سے اور اسے ہر کام کے شروع کرتے وقت پڑھا جاتا ہے۔

’’اِنۡ شَاءَاللّٰہ‘‘۔ بمعنی اگر اللہ نے چاہا اور اسے ہر کام کے ارادہ کرنے پر پڑھا جاتا ہے۔

(اسے بعض لوگ انشاء اللہ بھی لکھتے ہیں جو غلط العام ہے۔ قرآن کریم میں اسے اِنۡ شَاءَ اللّٰہ کی طرز پر لکھا گیا ہے)

’’سُبۡحَانَ اللّٰہ‘‘۔ بمعنی اللہ پاک ہے اور اِسے اس وقت بولا جاتا ہے جب کسی کی تعریف کی جائے۔

’’یَااللّٰہ‘‘۔ بمعنی اے اللہ! اور اسے ایسے وقت بولا جاتا ہے جب کسی کو کوئی درد اور تکلیف پہنچے۔

’’مَاشَاءَاللّٰہ‘‘۔ بمعنی جو اللہ چاہے۔ اور اس کا استعمال اس وقت ہوتا ہے جب کسی کے اچھے کام کی تعریف ہو رہی ہو۔

’’جَزَاکُمُ اللّٰہ‘‘۔ بمعنی اللہ آپ کو اس کی جزاء دے۔ اور شکریہ کہنے کے وقت اِسے استعمال کرتے ہیں۔

’’آمین‘‘۔ بمعنی اے اللہ! میری (ہماری) دعا قبول فرما! جب دعا کر رہے ہوں یا کسی محفلِ دعا میں شامل ہوں۔

’’فِی اَمَانِ اللّٰہ‘‘۔ بمعنی اللہ کی حفاظت میں۔ الوداع ہوتے یا کسی کو الوداع کرتے وقت یہ دعائیہ فقرہ استعمال ہوتا ہے۔

’’تَوَکَّلۡتُ عَلَی اللّٰہ‘‘۔ بمعنی میں اللہ پر توکل کرتا ہوں اور جب طبیعت کے برعکس کوئی Feeling محسوس ہو تب یہ الفاظ بولے جاتے ہیں

’’نَعُوۡذُ بِاللّٰہ‘‘۔ ہم اللہ کی پناہ میں آتے ہیں۔ جب کسی ناپسندیدہ بات کا سامنا ہو۔

’’بَارَکَ اللّٰہ‘‘۔ اللہ مبارک کرے اور جب پسندیدہ بات ظہور پذیر ہو یا کوئی شخص انعام سے نوازا جائے۔

’’اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّاۤ اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ‘‘۔ بمعنی ہم اللہ ہی کے ہیں اور ہم نے اسی کی طرف لوٹنا ہے۔ یہ الفاظ فوتیدگی یا گمشدگی پر یا کسی نقصان پر بولے جاتے ہیں۔

’’اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہ‘‘۔ تمام حمد اللہ ہی کے لئے ہے۔ ارشاد نبویؐ کے مطابق چھینک آنے پر یہ الفاظ بولنے چاہئیں۔

(یہ اللہ کی تعریف ہے اسے ہر نیکی، خوبی، انعام ملنے پر بھی بولا جاتا ہے)

’’یَرۡحَمُکَ اللّٰہ‘‘۔ بمعنی اللہ تم پر رحم فرمائے۔ جبکہ یہ الفاظ چھینک کی آواز سننے پر چھینک آنیوالے شخص کو کہے جاتے ہیں۔

’’اَسۡتَغۡفِرُاللّٰہ‘‘۔ بمعنی میں اللہ سے معافی چاہتا ہوں۔ یہ الفاظ اس وقت بولے جاتے ہیں جب ہم میں سے کوئی گناہ سے بچنا چاہے۔

(نیشنل سلیبس سٹیج III صفحہ 97-100)

’’اَللّٰہُ اَکۡبَر‘‘۔ بمعنی اللہ سب سے بڑا ہے۔ ارشاد نبویؐ کے مطابق جب آپ پہاڑی۔ اونچائی (Stairs) چڑھ رہے ہوں۔

’’سُبۡحَانَ اللّٰہ‘‘۔ بمعنی اللہ پاک ہے۔ جب پہاڑی یا اونچائی (Stairs) سے اُتر رہے ہوں تو پڑھا جاتا ہے۔

(نیشنل سلیبس صفحہ 113-114)

بقیہ: فرمان خلیفۂ وقت...... از صفحہ 1

ہے اور کوئی اس کے فیض سے خالی نہیں۔‘‘

(براہین احمدیہ، روحانی خزائن جلد 1 صفحہ 191 حاشیہ نمبر 11)

دنیا میں جتنی چیزیں ہیں، جتنی ان کی خوبیاں نظر آتی ہیں، جہاں جہاں خوبصورتی نظر آتی ہے، حسن نظر آتا ہے۔ انسان دیکھتا ہے اس کو فائدے پہنچ رہے ہوتے ہیں۔ ہر قسم کی چیزیں جو ہیں وہ اللہ تعالیٰ کے فیض عام کی وجہ سے ہیں اور اس کے فیض سے کوئی خالی نہیں چاہے وہ کوئی بھی ہو۔ فرمایا کہ ’’وہی تمام فیوض کا مبدء ہے اور تمام انوار کا علت العلل اور تمام رحمتوں کا سرچشمہ ہے‘‘ (اسی سے تمام فیض پھوٹتے ہیں۔ وہی تمام نوروں کا سبب اور ذریعہ ہے۔ وہی ہے جہاں سے رحمتوں کے چشمے پھوٹتے ہیں) ’’اسی کی ہستی حقیقی تمام عالم کی قیّوم اور تمام زیر و زبر کی پناہ ہے۔‘‘ (یعنی تمام دنیا کے قائم رکھنے کے لئے اور جو بھی اس میں شکست و ریخت ہو رہی ہے یا جو بھی تبدیلیاں پیدا ہو رہی ہیں وہ اسی کی طرف لوٹتی ہیں) ’’وہی ہے جس نے ہر ایک چیز کو ظلمت خانۂ عدم سے باہر نکالا‘‘ (جو اندھیروں میں پڑی ہوئی چیزیں تھیں ان کو باہر نکالا) ’’اور خلعتِ وجود بخشا۔ بجز اس کے کوئی ایسا وجود نہیں ہے کہ جو فی حد ذاتہٖ واجب اور قدیم ہو۔‘‘ (اس کے علاوہ کوئی ہستی نہیں، کوئی وجود نہیں جو اپنی ذات میں اس بات کا حقدار ٹھہرتا ہو اور ہمیشہ سے ہو) ’’یا اس سے مستفیض نہ ہو بلکہ خاک اور افلاک اور انسان اور حیوان اور حجر اور شجر اور روح اور جسم سب اسی کے فیضان سے وجود پذیر ہیں۔‘‘ (یہ دنیا، ہماری دنیا بھی، آسمان بھی، انسان بھی، حیوان بھی، پتھر بھی، درخت بھی، روح جسم ہر چیز جو ہے وہ اللہ تعالیٰ کے فیض سے ہی وجود میں ہے۔) (براہین احمدیہ، روحانی خزائن جلد 1 صفحہ 191-192 حاشیہ نمبر 11)

(خطبہ جمعہ 18 اپریل 2014ء)

حلیم خان شاہد مربی سلسلہ پونے، مہاراشٹرا

گناہوں کی کثرت معرفتِ الٰہیہ کی کمی ہے

وہ لوگ جو کہ معرفت حق میں خام ہیں
بت ترک کر کے پھر بھی بتوں کے غلام ہیں
(درثمین)

اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتا ہے:۔

تَاللّٰہِ لَقَدۡ اَرۡسَلۡنَاۤ اِلٰۤی اُمَمٍ مِّنۡ قَبۡلِکَ فَزَیَّنَ لَہُمُ الشَّیۡطٰنُ اَعۡمَالَہُمۡ فَہُوَ وَلِیُّہُمُ الۡیَوۡمَ وَ لَہُمۡ عَذَابٌ اَلِیۡمٌ (النحل:64)

ترجمہ:۔اللہ کی قسم! ہم نے یقیناً تجھ سے پہلی کی قوموں کی طرف رسول بھیجے تو شیطان نے ان کے اعمال انہیں خوبصورت بنا کر کے دکھائے بس آج وہ انکا ولی (بنا بیٹھا) ہے حالانکہ ان کے لئے ایک دردناک عذاب (مقدر) ہے۔

قارئین!

آج بھی شیطان نے اپنے اس مشن کو جاری رکھا ہوا ہے۔جسکی وجہ سے آج بھی بہت سے انسان جو شیطان کی پیروی کرنے والے ہیں پریشان ہیں۔کسی کو جانی پریشانی ہے تو کسی کو مالی، کسی کو منصب کی پریشانی ہے تو کسی کو عزت وآبرو کی، امیر اپنی کوٹھی میں پریشان ہے تو غریب جھونپڑی میں، کوئی روزگار اور حالات سے نالاں ہے تو کوئی عزیز واقارب اور دوست واحباب سے شاکی۔تقریباً ہر آدمی کسی نہ کسی فکر، ٹینشن، گناہ میں مبتلا ہے۔گو کہ ہر طرف سے یہی آواز آتی ہے کہ

جدھر دیکھو ابر گنہ چھا رہا ہے
گناہوں میں چھوٹا بڑا مبتلا ہے
(کلام محمود)

لیکن ایک مومن معرفت الٰہیہ کی وجہ سے ان چیزوں کو الگ نظریہ سے دیکھتا ہے۔مومن وفاجر کے اس فرق کو بیان کرتے ہوئے حضرت عبد اللہ بن مسعودؓ فرماتے ہیں:۔

إِنَّ المُؤْمِنَ يَرَى ذُنُوبَهُ كَأَنَّهُ قَاعِدٌ تَحْتَ جَبَلٍ يَخَافُ أَنْ يَقَعَ عَلَيْهِ، وَإِنَّ الفَاجِرَ يَرَى ذُنُوبَهُ كَذُبَابٍ مَرَّ عَلَى أَنْفِهِ
(صحیح بخاری کتاب الدعوات باب التوبہ، حدیث:6308)

”مومن اپنے گناہوں کو ایسے دیکھتا ہے، جیسے وہ ایک پہاڑ کے نیچے بیٹھا ہو اور اسے خطرہ ہو کہ کسی وقت بھی یہ پہاڑ (مصیبت) اس پر آن گرے گا۔اس کے برخلاف، فاجر اپنے گناہوں کو اتنی ہی اہمیت دیتے ہیں جتنی مکھی کو جو ان کی ناک سے گزر کر غائب ہو جاتی ہے۔“

نیز ہمارے پیارے امام حضرت مرزا مسرور احمد ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اس کیفیت کا نقشہ اس رنگ میں ایک محفل میں بیان فرماتے ہیں:۔

”سب سے بڑھ کر حقیقی مومن انبیاء ہوتے ہیں۔ان کو پہنچنے والی تکالیف ان کے لئے قرب الٰہی کے حصول کا ذریعہ بن جاتی ہیں۔ان کی کامیابی، ان کے پیغام کی اشاعت اور قبولیت کا ذریعہ...... تو جو مومن اللہ کی راہ میں تکلیف برداشت کرتا ہے جسمانی یا جیسی بھی اللہ تعالیٰ اسکے بدلے میں اپنے پیار کا اظہار کرتا ہے۔“
(الحکم اردو Exclusive۔2/نومبر 2020 ص 20تا21)

گو کہ گناہ کو معمولی سمجھنے کی وجہ سے ایک فاجر گناہوں میں اور زیادہ بڑھ جاتا ہے اور جب گناہوں کے سمندر میں اچھال آتا ہے تو اس سے بچنے کے لئے ہر ایک اپنے ذہن اور سوچ کے مطابق اپنی پریشانیوں کی ازخود تشخیص کر کے ان کے علاج میں لگ جاتا ہے۔کوئی کچھ علاج تجویز کرتا ہے تو کوئی کچھ۔لیکن اس میں خاطر خواہ فائدہ حاصل نہیں ہوتا۔فائدہ کیونکر حاصل ہو اس زمانے میں روحانی بیماریوں کا علاج مسیح ومہدی کے ذریعہ ہونا تھا اور آپؑ نے آکر بتایا کہ:

”جو علم خدا نے مجھے دیا ہے وہ یہی ہے کہ اس آتش خانہ سے نجات ایسی معرفت الٰہی پر موقوف ہے جو حقیقی اور کامل ہو کیونکہ انسانی جذبات جو اپنی طرف کھینچ رہے ہیں وہ ایک کامل درجہ کا سیلاب ہے جو ایمان کو تباہ کرنے کے لئے بڑے زور سے بہ رہا ہے۔اور کامل کا تدارک بجز کامل کے غیرممکن ہے۔پس اسی وجہ سے نجات حاصل کرنے کیلئے ایک کامل معرفت کی ضرورت ہے کیونکہ مثل مشہور ہے کہ لوہے کو لوہے کے ساتھ ہی توڑ سکتے ہیں۔“
(روحانی خزائن جلد 20 لیکچر لاہور صفحہ:149)

نیز آپؑ فرماتے ہیں:

”میں سچ سچ کہتا ہوں کہ اگر نوحؑ کی قوم کو وہ معرفت تامہ حاصل ہوتی جو کامل خوف کو پیدا کرتی ہے تو وہ کبھی غرق نہ ہوتی۔اور اگر لوطؑ کی قوم کو وہ پہچان بخشی جاتی تو ان پر پتھر نہ برستے۔اور اگر اس ملک کو ذات الٰہی کی وہ شناخت عطا کی جاتی جو بدن پر خوف سے لرزہ ڈالتی ہے تو اس پر طاعون سے وہ تباہی نہ آتی جو آ گئی۔مگر ناقص معرفت کوئی فائدہ نہیں پہنچا سکتی... پس اے سست ہمتو! اور طلب حق میں کاہلو! تم تھوڑی معرفت سے اور تھوڑی محبت سے اور تھوڑے خوف سے کیونکر خدا کے بڑے فضل کے امیدوار ہوسکتے ہو؟ گناہ سے پاک کرنا خدا کا کام ہے اور اپنی محبت سے دل کو پر کر دینا اسی قادروتوانا کا فعل ہے۔۔۔پس ہم اس نجات کیلئے نہ کسی خون کے محتاج ہیں اور نہ کسی صلیب کے حاجتمند اور نہ کسی کفارہ کی ہمیں ضرورت ہے بلکہ ہم صرف ایک قربانی کے محتاج ہیں جو اپنے نفس کی قربانی ہے۔جسکی ضرورت کو ہماری فطرت محسوس کر رہی ہے۔ایسی قربانی کا دوسرے لفظوں میں نام اسلام ہے۔“
(روحانی خزائن جلد 20 لیکچر لاہور صفحہ 151۔152)

پھر آپؑ فرماتے ہیں:۔

”انسان خدا تعالیٰ تک پہنچنے کے لئے دو چیزوں کا محتاج ہے۔اول بدی سے پرہیز کرنا۔دوم نیکی کے اعمال کو حاصل کرنا۔اور محض بدی کو چھوڑنا کوئی ہنر نہیں ہے۔پس اصل بات یہ ہے کہ جب سے انسان پیدا ہوا ہے یہ دونوں قوتیں اس کی فطرت کے اندر موجود ہیں۔ایک طرف تو جذباتِ نفسانی اس کو گناہ کی طرف مائل کرتے ہیں اور دوسری طرف محبت الٰہی کی آگ جو اس کی فطرت کے اندر مخفی ہے وہ اس گناہ کے خس وخاشاک کو اس طرح پر جلا دیتی ہے جیسا کہ ظاہری آگ ظاہری خس وخاشاک کو جلاتی ہے۔مگر اس روحانی آگ کا افروختہ ہونا جو گناہوں کو جلاتی ہے معرفت الٰہی پر موقوف ہے“
(حقیقۃ الوحی روحانی خزائن جلد 22 صفحہ 62)

قارئین کرام!

ان اقتباسات میں حضورؑ نے گناہوں کی کثرت کا اصل سبب معرفتِ الٰہیہ کی کمی بتائی ہے اور فرمایا ہے کہ اسکا علاج نہ عیسائیوں کے کفارہ سے ممکن ہے نہ ویدکی بیان کردہ تعلیمات سے معرفت کاملہ جو حقیقتاً خدا تعالیٰ کے مکالمہ مخاطبہ سے ہی حاصل ہونی ممکن ہے وہ اسلام کے سوا کسی دوسرے مذہب سے نہیں مل سکتی۔اس قول کو اپنے دل میں مضبوطی کے ساتھ بٹھانے کے لئے خلفائے کرام کے بعض ارشادات پیش ہیں۔

حضرت مولوی حکیم نور الدین صاحب خلیفۃ المسیح الاولؓ فرماتے ہیں:

"بدی سے بچنے کا یہ گر ہے کہ انسان علم الٰہی کا مراقبہ کرے۔ سوچے اور فکر کرے اور بار بار اس بات کو دل میں لائے اور اس پر اپنا یقین جمائے کہ خدا علیم ہے، خبیر ہے۔ وہ مجھ کو دیکھ رہا ہے میرے ہر فعل کی اس کو خبر ہے۔ اس طرح ریاضت کرنے سے انسان بدی سے بچ جاتا ہے۔"

(ارشادِ نور جلد 2 ص 471)

حضرت مرزا بشیرالدین محمود احمد خلیفۃ المسیح الثانیؓ فرماتے ہیں:۔

"گناہوں اور کمزوریوں سے بچنے کا حقیقی علاج خدا تعالیٰ پر ایمان ہے بغیر اللہ تعالیٰ پر کامل ایمان کے انسان دوسری تدبیروں سے گناہ سے نہیں بچ سکتا۔ دنیا نے بارہا اس کا تجربہ کیا ہے لیکن افسوس کہ وہ بار بار اس نکتے کو بھول جاتی ہے حقیقی نیکی اور کامل نیکی کبھی بھی خدا تعالیٰ پر کامل یقین کے بغیر نہیں پیدا ہوتی فلسفیانہ دلائل انسان کے اندر سچا تقویٰ نہیں پیدا کر سکتے۔ خدا تعالیٰ پر کامل ایمان کے بعد جو خوف بدیوں سے پیدا ہوتا ہے وہ اور کسی طرح پیدا نہیں ہوتا اسی وجہ سے انبیاء کی جماعتوں نے جو نیکی اور قربانی کا نمونہ دکھایا ہے وہ اور کوئی جماعت دنیا کی نہیں دکھا سکتی۔"

(تفسیر کبیر جلد اول صفحہ 397 تا 398)

حضرت مرزا ناصر احمد صاحب خلیفۃ المسیح الثالثؒ فرماتے ہیں:۔

"گناہ کا چھوڑنا خدا تعالیٰ سے حاصل کردہ قوت کے بغیر ممکن نہیں گناہ پر ندامت کے احساس کا پیدا ہونا اس کی توفیق کے بغیر ناممکن ہے۔ باقی رہا عزم! تو انسان کے اندر کیسے یہ ہمت ہو سکتی ہے کہ وہ یہ دعویٰ کرے کہ میں اللہ تعالیٰ کی طاقت کے بغیر، اللہ تعالیٰ سے طاقت حاصل کیے بغیر یہ عزم کر سکتا ہوں، پختہ ارادہ کر سکتا ہوں کہ آئندہ کوئی گناہ نہیں کروں گا اس کے لئے بھی خدا تعالیٰ کی توفیق کی ضرورت ہے۔"

(خطبہ جمعہ فرمودہ 9 جون 1967ء خطبات ناصر جلد اول ص 738)

حضرت مرزا طاہر احمد خلیفۃ المسیح الرابعؒ فرماتے ہیں:

"پس یہ دو قسم کے نمایاں اثرات ہیں جو انسان کو بدیوں سے روکتے ہیں۔ ایک خدا کا تصور اور اس کے نتیجے میں گناہ کا خیال جو انسان کو بدیوں سے روکنے میں بہت حد تک کامیاب ہو سکتا ہے اگر خدا کا تصور حقیقی ہے تو گناہ کا خوف یعنی گناہ سے بچنے کا خیال بھی ایک حقیقی خیال بن جاتا ہے اور انسان کو بدیوں سے روکنے میں ایک بڑی قوت بن کر ابھرتا ہے۔ اگر خدا کا تصور واہمی سا ہو، اگر خدا کا تصور ایک بعید تصور ہوں اور حقیقی اور سچا اور زندہ تصور نہ ہو تو اگرچہ گناہ کا تصور اس سے بھی پیدا ہوتا ہے لیکن وہ تصور بے اثر ثابت ہوتا ہے اور انسان عقلی طور پر ایک بات کو گناہ تسلیم کرتے ہوئے بھی اس سے باز رہنے کی طاقت نہیں رکھتا...... پس خدا پر ایمان جتنا قوی ہوتا چلا جاتا ہے گناہ سے نفرت بھی اسی قدر قوی ہوتی چلی جاتی ہے یا اگر نفرت نہ ہو تو گناہ کا خوف اور گناہ سے بچنے کا رجحان اسی قدر زیادہ طاقتور ہوتا چلا جاتا ہے...... دوسری قوت جو انسان کو بدیوں سے روکتی ہے وہ سماج کی قوت ہے۔"

(خطبات طاہر جلد 9 ص 616 خطبہ جمعہ فرمودہ 19 اکتوبر 1990ء)

حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:۔

"گناہوں سے رکنے کے لئے معرفت کی اہمیت کو ایک جگہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے یوں بیان فرمایا ہے۔ فرماتے ہیں کہ: "معرفت بھی ایک شئے ہے جو کہ گناہ سے انسان کو روکتی ہے جیسے جو شخص سمّ الفار، سانپ اور شیر کو ہلاک کرنے والا جانتا ہے تو وہ ان کے نزدیک نہیں جاتا"۔ (یعنی ان چیزوں کے بارے میں علم ہے کہ یہ انسان کو مار سکتے ہیں، ہلاک کر سکتے ہیں اس لئے وہ ان کے نزدیک نہیں جاتا۔) "ایسے جب تم کو معرفت ہو گی تو تم گناہ کے نزدیک نہ پھٹکو گے"

(خطبہ جمعہ 14 مارچ 2014ء خطبات مسرور جلد 12 ص 159 تا 160)

نیز آپ فرماتے ہیں:۔

"جو غافل دل ہے اس کو علم ہی نہیں کہ معرفت الٰہی کیا چیز ہے؟ اللہ تعالیٰ کی وحدانیت ذات و صفات کی شان اور عظمت کیا ہے؟ وہ کب نماز میں یا روزے کی ادائیگی میں اس کا حق ادا کرنے کی توفیق پا سکتا ہے یا دعا اور صدقہ و خیرات کی طرف توجہ دے سکتا ہے۔ آپؑ نے فرمایا کہ سب اعمال صالحہ کا محرک جس کی وجہ سے یہ تحریک پیدا ہو، جس کی وجہ سے یہ خیال پیدا ہو کہ اعمال صالحہ بجا لانے ہیں، وہ معرفت ہی ہے۔ جتنی زیادہ خدا تعالیٰ کی معرفت ہو گی اتنا زیادہ عبادات اور اعمال صالحہ کی روح کو سمجھتے ہوئے ان کو بجا لانے کی طرف توجہ ہو گی۔ پس اگر ہم معرفت الٰہی کے حصول کی طرف توجہ کریں گے تو احکام الٰہی پر عمل کی طرف بھی توجہ رہے گی۔"

(خطبہ جمعہ 21 مارچ 2014ء خطبات مسرور جلد 12 ص 169)

پس دعا ہے اللہ تعالیٰ ہم تمام کو معرفت الٰہی کا صحیح ادراک حاصل کرتے ہوئے دور حاضر میں ہر قسم کی برائی اور گناہوں سے محفوظ رکھے۔

دل میں میرے کوئی نہ بسے تیرے سوا اور
گر تو نہیں بستا اسے ویرانہ بنا دے
ابلیس کا سر پاؤں سے تو اپنے مسل دے
ایسا نہ ہو پھر کعبہ کو بت خانہ بنا دے

بقیہ: دربارِ خلافت...... از صفحہ 2

تمہارے ساتھ ہوتا۔ تمہیں چاہئے کہ وہ لوگ جو محض اس وجہ سے تمہیں چھوڑتے اور تم سے الگ ہوتے ہیں کہ تم نے خدا تعالیٰ کے قائم کردہ سلسلے میں شمولیت اختیار کر لی ہے۔ ان سے دنگا یا فساد مت کرو بلکہ ان کے لئے غائبانہ دعا کرو:

اللہ تعالیٰ ان کو بھی وہ بصیرت اور معرفت عطا کرے جو اس نے اپنے فضل سے تمہیں دی ہے۔ تم اپنے پاک نمونہ اور عمدہ چال چلن سے ثابت کر کے دکھاؤ کہ تم نے اچھی راہ اختیار کی ہے۔ دیکھو میں اس امر کے لئے مامور ہوں کہ تمہیں بار بار ہدایت کروں کہ ہر قسم کے فساد اور ہنگامہ کی جگہوں سے بچتے رہو اور گالیاں سن کر بھی صبر کرو، بدی کا جواب نیکی سے دو اور کوئی فساد کرنے پر آمادہ ہو تو بہتر ہے کہ تم ایسی جگہ سے کھسک جاؤ اور نرمی سے جواب دو۔ بارہا ایسا ہوتا ہے کہ ایک شخص بڑے جوش سے مخالفت کرتا ہے اور مخالفت میں وہ طریق اختیار کرتا ہے جو مفسدانہ طریق ہو جس سے سننے والوں میں اشتعال کی تحریک ہو لیکن جب سامنے سے نرم جواب ملتا ہے اور گالیوں کا مقابلہ نہیں کیا جاتا۔ تو خود اسے شرم آ جاتی ہے۔ اور وہ اپنی حرکت پر نادم اور پشیمان ہونے لگتا ہے۔ میں تمہیں سچ سچ کہتا ہوں کہ صبر کو ہاتھ سے نہ دو صبر کا ہتھیار ایسا ہے کہ توپوں سے وہ کام نہیں نکلتا جو صبر سے نکلتا ہے صبر ہی ہے جو دلوں کو فتح کر لیتا ہے"۔

(ملفوظات جلد چہارم صفحہ 157۔ 158 الحکم 30 ستمبر 1904ء)

پھر آپ نصیحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ: "فتنہ کی بات نہ کرو، شر نہ کرو، گالی پر صبر کرو کسی کا مقابلہ نہ کرو جو مقابلہ کرے اس سے سلوک اور نیکی سے پیش آؤ شیریں بیانی کا عمدہ نمونہ دکھلاؤ۔ سچے دل سے ہر حکم کی اطاعت کرو کہ خدا تعالیٰ راضی ہو اور دشمن بھی جان لے کہ اب بیعت کر کے یہ شخص وہ نہیں رہا جو کہ پہلے تھا۔ مقدمات میں سچی گواہی دو۔ اس سلسلے میں داخل ہونے والے کو چاہئے کہ پورے دل، پوری ہمت اور ساری جان سے راستی کا پابند ہو جائے دنیا ختم ہونے پر آئی ہوئی ہے"۔

(ملفوظات جلد سوم صفحہ 620، 621۔ 16 مارچ 1904ء)

اللہ تعالیٰ ہمیں ان نصائح پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

(خطبہ جمعہ 13 فروری 2004ء بحوالہ الاسلام ویب سائٹ)

مرسلہ:امتہ الباری ناصر- امریکہ

تبلیغ کا جنون اور ایمان افروز دلچسپ واقعات

(قسط دوئم و آخر)

کشمیر میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی قبر پر

جب میں پہلی دفعہ کشمیر گیا تو وہ سستے زمانے تھے۔ گھی آٹھ آنے سیر مل جاتا تھا۔ انڈے ایک آنے کے چار اور مرغی ڈھائی آنے میں مل جاتی تھی۔ سیب ایک آنے سیر۔ اچھے چاول ایک آنے کے ڈیڑھ پاؤ جبکہ چینی بارہ چودہ آنے سیر تھی۔ سواری کے لئے گھوڑا آٹھ آنے روز اور سامان اُٹھانے کے لئے مزدور اس سے بھی سستا مل جاتا تھا۔ ٹانگے کی نسبت کشتی میں سفر سستا تھا۔ کھانے کے لئے آلو کی بیسن لگی روٹی اور چھوٹی چھوٹی مچھلی مل جاتی۔ ناشپاتی بہت لذیذ ہوتی اور وہ بھی ایک آنے سیر جو کبھی ایک روپے کی سو مل جاتی تھیں۔ ایک جگہ بھاؤ پوچھا تو جواب ملا آپ درخت سے جتنی ضرورت ہے اُتار لیں۔ عُناب قیمتی ہوتے ہیں مگر وہاں خود رو بیریوں کی طرح وافر اُگے ہوئے تھے۔ سبزیاں تروتازہ 'خوش رنگ' خوش ذائقہ جو حسن و تازگی کی مثال ہوتی تھیں۔ مگر وہاں پسّو اور کھٹمل بہت تھے۔ میں نے تکیے کے غلاف کی طرح ایک بڑا تھیلا سی لیا تھا اُس کو اپنے اوپر چڑھا کر خوب کس کے منہ باندھ لیتا۔ کچھ بچاؤ ہو جاتا لیکن اگر لباس میں گھس جاتے تو بہت بے چینی ہوتی۔

کشمیر میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی قبر دیکھنے گیا تو مجاور سے پوچھا کہ یہاں ایک نبی کی قبر ہے۔ کیا آپ بتا سکتے ہیں کہاں ہے؟ اُس نے میری طرف انگلی کر کے باقی لوگوں کو مخاطب کر کے کہا کہ یہ پکا 'مرزائی' ہے۔ ہم اُس مسجد میں گئے جس کے ساتھ مزار ہے۔ متولی نے بتایا کہ اس قبر پر سنگ مرمر کا کتبہ تھا جس کو کوئی مرزائی یا عیسائی لے گیا ہے۔ کیونکہ اُن دونوں کا اُس سے مطلب حل ہوتا ہے۔ عیسائی کہتے ہیں کہ وہ خدا تھے۔ اگر کتبہ موجود رہتا تو خدائی اور عیسائیت دونوں ختم ہو جاتی اور مرزائی کہتے ہیں کہ وہ نبی تھے جو فوت ہو چکے ہیں۔ کتبے سے وہ یہ بات ثابت کر سکتے ہیں۔

ایک رات میں سارے تاشقند میں دعوت الی اللہ

میں ایک مرتبہ وقف عارضی کے دوران سری نگر میں تھا۔ وہاں سرکاری طور پر ایک نمائش کا اہتمام تھا۔ اتنی بڑی نمائش میں نے پہلے کبھی نہ دیکھی تھی۔ بہت بڑے رقبے پر اسٹال لگے تھے۔ خوب روشنیوں کا انتظام تھا۔ وہاں تین مسلمان ملے جو مختلف لباس میں تھے میں نے سلام دعا کر کے بات شروع کر دی۔ میری باتوں پر نوعمر لڑکے نے توجہ دی۔ سن رسیدہ سُنی اَن سُنی کر کے آگے چل دیئے۔ میں نے اُس لڑکے سے سوال کیا:

بھائی صاحب! آپ کا رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے متعلق کیا عقیدہ ہے؟

اُس نے جواب دیا:

وہ سب نبیوں سے افضل ہیں۔ خاتم النبیین ہیں اور اُن کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا۔

میں نے پوچھا: اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق کیا خیال ہے؟

اُس نے جواب دیا:

حضرت عیسیٰ علیہ السلام زندہ ہیں۔ آسمان پر ہیں اور آخری زمانے میں آئیں گے۔ میں نے کہا ''پھر آخری کس کو کہیں گے؟ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو؟'' وہ لڑکا گھبرا گیا۔ چلّا چلّا کے اپنے ساتھیوں کو بُلایا اور اجنبی زبان میں تفصیل سُنادی۔ وہ اردو سمجھتے تھے مگر آپس میں اجنبی زبان میں بات کرتے تھے۔

اُنہوں نے مجھے سر سے پاؤں تک دیکھا اور کہا کہ آپ نے بات ایسی طرز سے پیش کی ہے جو ہماری سمجھ سے بالا ہے۔ آپ کل ہماری سرائے میں آئیں تو بات ہو۔ اُنہوں نے ایک خوبصورت کارڈ جس پر سری نگر کا پتہ لکھا ہوا تھا میرے ہاتھ میں دیتے ہوئے کہا کہ آپ کل ضرور تشریف لائیں۔ ہم آپ کا شدت سے انتظار کریں گے۔

اگلے دن میں نے کشتی کرائے پر لی۔ کشتی اس لئے لی کہ ایک تو ٹانگے کی نسبت سستی تھی دوسرے مجھے پانی میں سفر کرنا دلچسپ لگتا تھا۔ کشتی والے نے مجھے کارڈ پر درج پتے کے مطابق سرائے تاشقندی پر اُتار دیا۔ وہ ایک وسیع سرائے تھی جس میں سارا تاشقند کا مال آتا تھا۔ پھر وہاں سے محصول ادا کر کے باہر آتا تھا۔ سارا اسٹاک وہاں ہونے کی وجہ سے کثرت سے تاجر آ جا رہے تھے۔ بھیڑ سی لگی تھی۔ کوئی لانے والا تھا تو کوئی خرید کر جانے والا۔ میں نے گیٹ پر ٹکٹ دکھایا تو گیٹ کیپر نے ایک آدمی کو بلا کر مجھے ساتھ لے جانے کو کہا۔ خفیف سے تلاشی بھی ہوئی۔ میرے پاس صرف ٹریکٹ تھا۔ وہ خوش پوش شخص مجھے ساتھ لے کر دوسری منزل پر جا رہا تھا کہ راستے میں ایک خوش شکل وجیہہ باوقار شخص ملے جو غالباً سرائے کے انچارج تھے۔ مجھ سے پوچھا:

آپ کہاں سے تشریف لائے ہیں؟

میں نے بتایا کہ ابھی تو فلاں محلے سے آیا ہوں لیکن رہنے والا قادیان کا ہوں۔ اُس نے میرا ہاتھ اپنے ہاتھوں میں لیا اور کہا کہ قادیان میں ایک شخص سے میرے دوستانہ تعلقات ہیں۔

میں نے نام پوچھا تو اس نے بتایا:

بشیر الدین محمود احمد۔

مجھے بہت خوشی ہوئی کہ اُس نے میرے امام کا نام عزت سے لیا تھا۔

جب میں اوپر والی منزل پر پہنچا تو کیا دیکھتا ہوں کہ ایک بڑا کمرہ ہے جو تاشقندی قالینوں سے خوب سجا ہوا ہے۔ کمرے میں تقریباً پندرہ آدمی موجود تھے جو میرے داخل ہونے پر تعظیم کے لئے کھڑے ہو گئے اور میرا تعارف ایک معمّر شخص سے کروایا۔ نمائش والا سارا قصہ دہرایا۔ گفتگو شروع ہوئی جو تقریباً دو گھنٹے جاری رہی۔ بہت سنجیدہ لوگ تھے۔ نماز باقاعدگی سے ادا کرتے۔ ایک صفت اُن میں عجیب دیکھی کہ اگر اُن میں سے کسی کو باہر جانا ہوتا تو کسی دوسرے کو بُلا کر اپنی جگہ پر بٹھاتا اور پھر جاتا۔ اطمینان سے میری باتیں سُنیں اور بڑے ادب سے کہا کہ ہم آپ کے دلائل کا کماحقہ جواب نہیں دے سکتے البتہ ہم تاشقند جا کر اپنے شہر کے علماء سے بات کریں گے۔ آپ کے استدلال سے ہم بہت خوش ہوئے ہیں۔

میں نے واپس آ کر جب یہ رپورٹ دارالتبلیغ میں ارسال کی تو ناظر صاحب دعوۃ تبلیغ محترم سیّد ولی اللہ شاہ صاحب نے حضورؓ کی خدمت میں پیش کر دی۔ آپؓ بے حد خوش ہوئے۔ فرمایا کہ دیکھو اس نے بعض تنخواہ دار مبلغوں سے بڑھ کر کام کیا ہے۔ میاں عبدالرحیم صاحب سے خدا تعالیٰ نے زبردست دعوت الی اللہ کا کام لیا ہے اور اس کو خدا تعالیٰ نے سارے تاشقند میں احمدیت کی تبلیغ کا موقع بہم پہنچا دیا۔ الحمد للہ ثم الحمد للہ۔ سیّد صاحب نے مجھے گلے سے لگایا اور بہت مبارک باد دی اور حضورؓ کی خوشنودی کا مژدہ سُنایا۔ میں مسیح موعودؑ کا ایک غلام اس خبر سے جس قدر خوش ہوا اس کا اندازہ قارئین کرام پر چھوڑ دیتا ہوں۔ ثم الحمد للہ

عدالت خاں صاحب کی قبر سے روشنی

حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے ایک خطبے میں فرمایا تھا کہ جماعت کے نوجوانوں کو دعوت الی اللہ کے لئے نکل جانا چاہیے۔ صحابہ رضوان اللہ علیہم میں کون سے تنخواہ دار مبلغ تھے؟ وہ ہمہ وقت دعوت الی اللہ کرتے اور کامیابیاں حاصل کرتے۔ آپ کا اندازِ بیان اتنا جوش دلانے والا تھا کہ دو نوجوانوں نے بغیر وسائل کے روس جانے کا ارادہ کر لیا۔ ان میں سے ایک مجھے کشمیر میں ملے۔ میں دعوت الی اللہ کے لئے آسنور میں تھا۔ میں نے احوال پوچھا تو بتایا کہ میرا نام عدالت خان ہے۔ حضورؓ کے خطبہ سے متاثر ہو کر پا پیادہ اللہ توکّل نکل کھڑے ہوئے۔ روس کی سرحد مکرم پر اسمٰعیل صاحب تو نکل گئے۔ میری بات نہ بنی۔ دو دفعہ انکار ہو چکا ہے۔ اب چند دن بعد تیسری دفعہ کوشش کروں گا..... جب دو سال بعد دوبارہ جموں گیا تو نظر نہ آئے۔ میں نے سمجھا روس جانے میں کامیاب ہو گئے ہوں گے۔ میں نے تبلیغی دورے کے بعد واپسی کا سفر جموں کی طرف سے کرنے کی بجائے حویلیاں، مظفر آباد کی طرف سے کیا۔ دوستوں نے تنبیہ بھی کی کہ یہ راستہ پُرخطر ہے۔ مگر مجھے دعوت الی اللہ، سیر اور دشوار گزار راستوں کا شوق تھا۔ سوپور، کپ درزہ مقدر دن، بچہ مرگ اور دیووالی وغیرہ کی طرف سے سفر کیا۔ ہر جگہ اور راستے میں اور سفر کے اَن گنت دلچسپ واقعات پیش آئے۔ بچہ مرگ میں مجھے ایک مخلص احمدی دوست ملے جو سری نگر میں آشنا ہوئے تھے۔ میں نے مکرم عدالت خان صاحب کا پوچھا آپ نے بتایا کہ مکرم عدالت خان صاحب روس جانے کے لئے میرے پاس ٹھہرے تھے۔ اتفاق سے بیمار ہو گئے اور مرض بڑھتا گیا جوں جوں دوا کی۔

بخار ٹائیفائڈ اور پھر نمونیہ ہو گیا جب دیکھ بھال اور علاج میری طاقت سے باہر ہو گیا تو میں نے اُنہیں مقدر دن جماعت میں لے جانے کی تیاری کی وہاں بھی افاقہ نہ ہوا۔ ایک دن حالتِ یاس میں اُس مخلص نوجوان نے کہا کہ ایک طریقہ ہو سکتا ہے جس سے میں ایک سال اور زندہ رہ سکتا ہوں اور وہ یہ کہ کسی غیر احمدی کو میرے پاس لائیں وہ مجھ سے حضرت مسیح موعودؑ کی صداقت پر مباہلہ کرے پھر خدا کی قسم میں ایک سال اور زندہ رہ سکتا ہوں...... مگر ایسے غیر احمدی کا کیسے انتظام ہوتا؟ آخر ان کا وقتِ شہادت آ گیا۔ غریب الوطنی میں موت کو گلے لگایا اور یہیں اُن کو دفن کر دیا گیا۔

وہاں پر میں ایک دن حجام سے بال کٹوا رہا تھا تو اُس نے ایک بات سُنائی وہ غیر احمدی تھا کہنے لگا عدالت خان کا کیا کہنا میں گواہ ہوں کہ وہ شہید ہوا دیکھو وہ سامنے قبرستان ہے اور وہ میرا گھر ہے۔ میں ایک دن رات کو جاگا تو دیکھا قبرستان میں روشنی ہے۔ میں نے خیال کیا کہ کوئی میت آئی ہو گی۔ دوسرے دن بھی قبرستان میں خاص طرح کی روشنی دیکھی پھر بھی میں نے یہی خیال کیا کہ تدفین ہو رہی ہو گی۔ تیسری رات بھی روشنی دیکھی، تو میں ہمت کر کے اُٹھا قبرستان آیا تو دیکھا یہ روشنی عدالت خان کی قبر سے پھوٹ رہی تھی شعائیں بلند ہو رہی تھیں۔

میں وہاں سے اُٹھا تو عدالت خان کی قبر پر دعا کی سبحان اللہ۔ اللہ تبارک تعالیٰ اپنی راہ میں مرنے والوں کو کیسے کیسے نور عطا فرماتا ہے۔ خدا درجات بلند فرمائے آمین۔

ایک دعا

میں ویروال میں تھا وہاں مکرم مولوی روشن الدین صاحب مبلغ مسقط کی کتاب ''بخاری شریف'' اردو میں زیر مطالعہ تھی۔ اس میں ایک جگہ پڑھا کہ حضرت عمر فاروقؓ نے دعا کی تھی کہ خدایا میں مدینہ میں بھی رہوں اور شہادت بھی نصیب ہو۔ میں نے اُس وقت دعا کی خدایا میں قادیان میں بھی رہوں اور شہادت بھی نصیب ہو اللہ تعالیٰ نے میری آدھی دعا تو قبول کر لی ہے انتہائی نامساعد حالات کے باوجود قادیان میں رکھا اُمید ہے دعا کا دوسرا حصہ بھی اللہ تعالیٰ قبول کرے گا۔

(ابا جان کی وفات تو ربوہ میں ہوئی تھی مگر پھر اُن کی تدفین قادیان میں ہوئی۔ اس طرح درویش کی جملہ دعائیں قبول ہوئیں۔ اب ن)

''وہ پھول جو مرجھا گئے'' سے ایک اقتباس

محترم بدر الدین عامل صاحب اپنی کتاب ''وہ پھول جو مرجھا گئے'' حصہ دوم میں لکھتے ہیں کہ 1942ء میں پہلی دفعہ وہ میاں عبدالرحیم صاحب کے ساتھ تبلیغی ٹرپ پر گورداسپور کے پاس ایک گاؤں میں گئے تھے اور اُن کی پُر لطف گفتگو سے اس قدر محظوظ ہوئے تھے کہ اگلے سال بھی آپ کی معیت میں یومِ تبلیغ منانے گھوڑے واہ گئے۔

''لہرائے سے ہوتے ہوئے طغلوانہ پہنچے وہاں پر ایک غیر احمدی مولوی جو وہاں پر مسجد میں امامت کے فرائض کے ساتھ ساتھ فارغ وقت میں کفش دوزی کا شغل فرماتے تھے۔ رستہ میں بڑے درخت کے نیچے مل گئے۔ انہوں نے ہمیں دیکھ کر کہا کہ آ گیا لوگوں کو گمراہ کرنے کا دن (یوم تبلیغ پر اس قسم کے آوازے احمدیوں پر غیر احمدی افراد کی طرف سے کسے جاتے تھے۔) وہیں پر ان سے صداقت حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر گفتگو کا آغاز ہوا۔ اور جیسا کہ معمول تھا بات گھوم پھر کر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات پر آ کر ٹھہرتی...... یہ بچارہ مولوی جس نے محض طنز کے طور پر آوازہ کسا تھا وہ بھلا کس طرح اس نبرد آزمائی میں ثابت قدم رہتا تھوڑی دیر بعد نماز ظہر کا وقت ہو گیا تو وہ نماز پڑھانے چلا گیا۔ فارغ ہو کر گھر میں جا گھسا۔ وہاں یہ گفتگو سنتے طغلوالہ کے سکھ دوست بھی جمع تھے۔ وہ بھی انتظار میں تھے کہ مولوی نماز پڑھ کر آئے تو آگے بات چلے۔ جب غیر معمولی دیر ہوئی تو ان میں سے چند ایک اس کو گھر سے بُلا کر لائے وہ آیا تو اس حال میں کہ ایک سکھ دوست نے اس کو بازو سے تھام رکھا تھا اور اس کے ہاتھ میں آر، سوئی اور وہ جوتی جو اس کے پاس زیر تیاری تھی پکڑی ہوئی تھی۔ وہ عُذر کرتا کہ میں نے کام دینا ہے میں نے وعدہ کیا ہوا ہے۔ مجھے فرصت نہیں ہے وغیرہ۔ مگر وہ دوست مانتے نہیں تھے۔ اور اس کو ہماری باتوں کا جواب دینے پر اُکساتے تھے۔ مگر اس کے پاس جواب ہو تو وہ ٹھہرے وہ پھر عُذر کر کے اُٹھنا چاہتا مگر وہ پکڑ کر بٹھا لیتے۔ ایک سکھ معمر دوست نے اس کو کہا کہ تم جو جوتا بنا رہے ہو۔ اگر اس کو آج مکمل بھی کر لو تو پھر بھی مشکل سے تم اس کی فروخت سے سات آٹھ آنے کما پاؤ گے۔ لو میں تمہیں ایک روپیہ دیتا ہوں۔ اب تمہیں عُذر نہیں ہونا چاہئے۔ ایک روپیہ پا کر بھی وہ بحث جاری رکھنے پر آمادہ نہ ہوا''...... (صفحہ 100 تا 102)

زمانۂ درویشی میں دفتر زائرین میں خدمات اور سیکرٹری تبلیغ کے فرائض

تقسیم ملک کے بعد قادیان میں آ کر بسنے والے، ہندوستان بھر سے مختلف مذاہب والے اور دیگر ممالک سے لوگ قادیان کے مقامات مقدسہ کی زیارت کے لئے آنے لگے۔ ان کے لئے ایک علیحدہ دفتر زائرین 24/نومبر 1948ء کو قصرِ خلافت کے قریب دفتر تحریک جدید کی پُرانی عمارت میں بنایا گیا۔ بعض اوقات زائرین کی تعداد سینکڑوں تک پہنچ جاتی ان کو لٹریچر بھی دیا جاتا۔ محترم میاں عبدالرحیم صاحب درویش قادیان کو اس دفتر میں لمبا عرصہ کام کرنے کا موقع ملا۔ جماعت کی تاریخ سے شناسائی تھی چشم دید واقعات بڑی روانی سے پُر اثر انداز میں بیان کرتے مینارۃ المسیح کی سیر کراتے ہوئے ان کا ہر چیز کی تفصیل بیان کرنا آنے والوں کو بے حد متاثر کرتا۔ جماعت کا تعارف بھی دلنشین انداز میں کرواتے۔ اردو، پنجابی، ہندی تینوں زبانوں میں اپنے مخاطب کی ذہنی سطح اور ذوق کے مطابق بات سے بات نکال کر دعوت الی اللہ کرتے۔ دین کا علم تھا دلائل مستحضر تھے گفتگو کا فن اللہ تعالیٰ نے ودیعت فرمایا ہوا تھا۔ کامیاب مبلغ اور مناظر تھے قادیان کے مقدس مقامات کی تفصیل کو عقیدہ و محبت کے رنگ بھر کے دکھاتے۔ ہمیں آپ کی سب خدمات کی تفصیل معلوم نہیں البتہ اس زمانے کے آپ کے خطوط سے جو اشارے مل سکے کوئی رنگ بھرے بغیر پیش خدمت ہیں۔

31-10-1970

رمضان مبارک ہو۔ جالندھر پھر چندی گڑھ اور پھر وہاں سے رُڑکی ضلع سہارنپور شام پانچ بجے پہنچ گئے یہاں سالانہ یوپی کانفرنس تھی خدا تعالیٰ نے زبردست مخالف حالات کے باوجود بہت تائیدات ربی اور اعلیٰ انتظام حکومت اور نیک سرشت لوگوں کو دعوت الی اللہ کرنے کی توفیق دی۔ مسلم غیر مسلم سب نے مدد کی اور بہت اعلیٰ جلوے خدا نے دکھائے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ نے ابتدا ہی میں فرما دیا تھا رُڑکی میں خدا قدرت کا جلوہ دکھائے گا۔ مخالفت کا ایک طوفان تھا مگر ہر قسم کی مخالفت کی موجودگی میں ہر ذریعہ سے اعلان کیا گیا وہاں صرف ایک احمدی ہے وہ بھی نوجوان لڑکا۔ بہت بہادر ہے مختلف جگہ کے احمدی لوگ آئے سارے شہر میں زیادتی اور اخلاص کی جنگ ہے۔ ہندو سکھ اور حکومت اخلاص سے پیش آتے ہیں۔

۲۴۔۸۔۱۹۷۱

جلسہ سری نگر کشمیر میں گیا تبلیغ کا بے حد موقع ملا چار روز دن رات گفتگو سے دماغ تھک گیا۔ جلسہ صوبائی تھا۔ بارونق ہوا خدا نے کام کی توفیق دی۔ واپسی قافلہ رات کو ہوئی۔ بس سے پٹھان کوٹ وہاں سے بذریعہ ٹرک دو بجے قادیان پہنچے۔

بیماری میں دعوت الی اللہ کی توفیق

مئی 1971ء میں مقدمے کے سلسلے میں وکیل صاحب کے گھر ہی قیام تھا اچانک درد گردہ کی شدید شکایت ہوئی۔ تکلیف برداشت سے باہر ہو گئی۔ دعا اور نماز کی بھی ہمت نہ رہی۔ مجھے مجبور ہو کر وکیل صاحب کو جگانا پڑا میں نے اُن کو قادیان کا فون نمبر بتایا اور جو رقم جیب میں تھی اُن کو دے دی کہ کسی طرح مجھے قادیان پہنچا دینا۔ تکلیف بے حد تھی قادیان سے دوری نے الگ پریشان کیا ہوا تھا۔ دراصل مجھے درد گردہ کا اندازہ نہ تھا پہلے کبھی یہ تکلیف نہ ہوئی تھی اچانک پیشاب بند ہو گیا اور ایک اُلٹی بھی ہو گئی۔ وکیل صاحب نے ڈاکٹر صاحب کو فون کیا ایک مریض لا رہا ہوں۔ کار نکالی اور مجھے سہارا دے کر سوار کرایا اور بہت پیار محبت سے تسلی دیتے رہے کہ آپ تو خود حکیم ہیں مایوس نہ ہوں۔ ڈاکٹر بھی بہت خلیق تھا۔ میری ہمت بالکل جواب دے چکی تھی حال سنانا مشکل تھا تاہم اُس نے ایک ٹیکہ لگایا۔ اللہ کی شان دو منٹ کے بعد ہی میری حالت سنبھلنا شروع ہو گئی۔ واپسی پر کار میں خود بیٹھا اس طرح اللہ تعالیٰ نے خاص مدد فرمائی۔ وکیل صاحب کو اللہ تعالیٰ جزا دے ہر طرح دوا اور غذا کا خیال رکھا۔ کاغذات بھی مکمل کروائے 13 تاریخ کو ٹکٹ خرید کر بس کے ذریعہ قادیان کے لئے روانہ ہوا۔ راستے میں مسافروں نے باتیں شروع کیں مگر نقاہت کے باعث بول نہ سکا معذرت کر لی۔ تھوڑی دیر کے بعد اُس نے ہستی باری تعالیٰ پر کوئی اعتراض کر دیا۔ ہمت عود کر آئی میں نے دو گھنٹے اُس سے باتیں کیں۔ مجھے تو اُسی حی و قیوم نے نئی زندگی دی تھی۔ گھر آ کر پہلے دودھ پھر کھچڑی بنا کر

DAILY LONDON
ALFAZL
ONLINE

www.alfazlonline.org
@alfazlonline
@alfazlonline
ONLINE EDITION Download on the App Store Google play

اپنے مضامین، آرٹیکلز، نظمیں اور آراء
درج ذیل ذرائع میں سے کسی ایک پر بھجوائیں
+44 79 5161 4020
info@alfazlonline.org

کھائی اور گھر بیوی بچوں کو خط لکھا کہ اس وکیل صاحب کو شکریہ کے خط لکھیں۔ اللہ تعالیٰ نے بالکل غیر لوگوں کے دل میں اپنے بندے کی خدمت کا جذبہ پیدا کر دیا۔

5-9-74

اِس وقت روزے سے ہوں رات کو باجماعت تہجد کا اعلان ہوا تھا جو ہو رہی ہے البتہ فجر اور مغرب کے بعد کی دعا مر کز نے اس خیال سے منع کر دی ہے کہ نئی بات نہ شروع ہو جائے۔ اب ہم باجماعت نماز تہجد ادا کرتے ہیں۔

کچھ کھایا پیا نہیں جاتا تھا۔ ناگپور کا سنگترہ جو بڑا مشہور تھا اب نہ مٹھاس ہے نہ لطافت دیکھیں تو منہ میں پانی آتا ہے مگر خوبصورتی ظاہری ہے۔ کاٹ کر کھائیں تو بے حد کھٹا...... بس اس کے جوس میں پانی ملا کر قطرہ قطرہ گلے سے اُتارا بے حد نقاہت ہوگئی۔ کمرے میں لگا کلاک میرے ساتھ باتیں کرتا ہے ابھی کہا ہے ساڑھے پانچ ہو گئے سجناں کے دیس کی خبریں سن لو یہ کلاک ہر آدھے گھنٹے کے بعد میری خیریت پوچھتا ہے اور نماز کے لئے بیدار کرتا ہے۔

کام اس حال میں بھی کرتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی صفت رحمانیت سے ہمت طاقت دی ہے۔ چار گھنٹے تک تبلیغ کر لیتا ہوں۔ یوپی، سی پی بہار اور کلکتہ سے آریہ اور عیسائی بٹالہ میں اپنے کام سے آتے ہیں پھر قادیان آجاتے ہیں۔خوب گفتگو ہوتی ہے پچھلے ہفتے خدا کے فضل سے دو آدمیوں نے احمدیت قبول کی۔

تھکن ہوتی ہے اعصاب پر اثر پڑتا ہے مگر اُس کی راہ میں جان کی کیا پرواہ ''مُوْتُوْا قَبْلَ اَنْ تَمُوْتُوْا'' مینار پر اذانِ مغرب شروع ہوگئی ہے اللہ اکبر ہو چکا ہے۔ سبحان اللہ کیا پُر ذوق وشوق صاف اور مسکن ماحول ہے۔ الحمد للہ لاؤڈ اسپیکر مینار کے اوپر ہے موٴذن نیچے اذان دیتا ہے۔ کل جمعہ ہو گا۔

عید کا سماں

جو بھی لندن افریقہ ربوہ امریکہ یا دوسرے ممالک سے قادیان کی زیارت کو آتے ہیں وہ تقریباً سب ہی میرے جاننے والے ہوتے ہیں۔ الحمد للہ اس طرح میری عید ہو جاتی ہے اور آنے والوں کی عید اس طرح کہ اُن کا پرانا واقف ملتا ہے یا ان پر کسی قسم کا حق ہوتا ہے بعض تو یوں بصد منت خوشامد ہاتھ پکڑ کر گلے مل کر بڑی لجاجت سے کہتے ہیں کہ کچھ رقم لے لیں ہم نے آپ کا جائز ناجائز بہت کھایا ہوا ہے مگر خدا کا شکر ہے اُس نے قناعت سے لبریز دل دیا ہے سب کو معاف کر چکا ہوں۔

6-6-1975

کسی کو محتاج دیکھ کر بے تاب ہو جاتا ہوں ہمیں ہر مہینے یا کبھی دو مہینے کے بعد انجمن کی طرف سے ایک پاؤ گوشت ملتا ہے۔ جمعے کے دن آپ کا خط ملا میں نے دو غیر از جماعت مہمانوں کو بلایا ہوا تھا جو کسی تجارت کی غرض سے آئے تھے اور ہمارے محلے میں ٹھہرے ہوئے تھے۔ چائے ٹھنڈا کے ساتھ دو گھنٹے تبلیغ کی۔ جب جانے لگے تو خیال آیا ان کو آدھا گوشت کیوں نہ دے دوں۔ دو آدمی تھوڑا سا گوشت مگر ایسے جذبے سے قبول کیا گویا بکری دے رہا ہوں۔ دل میں دعا کر رہا تھا۔سو قبول ہوئی۔

1-5-1977

آج میں تیسری دفعہ بھی بھاری اکثریت سے سیکرٹری تبلیغ چنا گیا الحمد للہ خدا مجھے توفیق دے اچھا اور صحت مند کام کرسکوں۔ وما توفیقی الا باللہ العلی العظیم (نوٹ: اباجان ۷ فروری ۱۹۸۰ کو مولائے حقیقی سے جا ملے۔)

رپورٹ: عبدالہادی قریشی، سیرالیون

ہیومینٹی فرسٹ سیرالیون کے تحت یتامیٰ میں راشن کی تقسیم

مرا مقصود و مطلوب و تمنا خدمت خلق است
ہمیں کارم، ہمیں بارم، ہمیں رسمم ہمیں راہم

اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے جماعت احمدیہ سیرالیون جہاں پیغامِ اسلام کو ہر خاص و عام تک پہنچانے کے لئے کوشاں ہے وہیں خدمتِ انسانیت کے کاموں میں بھی، جب کہیں اور جہاں کہیں توفیق ملے، بڑھ چڑھ کر مصروف ہے۔

چھ سال قبل جب ایبولا وائرس نے مغربی افریقی ممالک کو بری طرح متأثر کیا تو ہیومینٹی فرسٹ سیرالیون نے ہیومینٹی فرسٹ برطانیہ کے تعاون سے پچاس یتامیٰ کی دیکھ بھال کا ذمہ اٹھایا اور اب ہیومینٹی فرسٹ مڈل ایسٹ کے تعاون سے یہ کام باقاعدگی سے جاری ہے۔

چنانچہ مورخہ 30 دسمبر کو ہیومینٹی فرسٹ سیرالیون کے ایک ڈائریکٹر مکرم طاہر احمد فرخ صاحب کی نگرانی میں احمدیہ مسلم ہیڈ کوارٹر مکینی میں ایک پروگرام کا انعقاد کیا گیا اور پچاس یتامیٰ میں راشن اور سکول کی اشیاء تقسیم کی گئیں۔ ان اشیاء میں چاول، آئل، پیاز، نمک، ٹماٹو پیسٹ، صابن وغیرہ شامل ہیں۔ بعض طلباء کی سکول فیسوں اور ٹرانسپورٹ کی مد میں بھی مدد کی گئی۔ تقسیم کی گئی اشیاء کی قیمت ساڑھے سات ملین لیون سے زائد تھی۔ الحمد للہ

پروگرام کی صدارت کورٹ چیئرمین پا ڈینئل کمارا نے کی اور خدمت انسانیت کے اس کام میں جماعت احمدیہ اور ہیومینٹی فرسٹ کی خدمات کو سراہا۔

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہماری کوششوں کو قبول فرمائے اور ہمیں بہترین ممکنہ رنگ میں انسانیت کی خدمت کی توفیق دیتا چلا جائے۔

آمین

☆...☆...☆

23جنوری2021ء	طلوع فجر	غروب آفتاب
مکہ مکرمہ	05:41	18:05
مدینہ منورہ	05:45	18:01
قادیان	06:02	17:54
ربوہ	05:42	17:34
اسلام آباد ٹلفورڈ	06:23	16:38